# میر انیس کی علمی استعداد

جناب پروفیسر سید مسعود حسن صاحب رضوی ادیب ایم اے

شیخ محمد جان عروج فیض آبادی ایک ذی علم شاعر اور نظم و نثر کی چند کتابوں کے مصنف تھے۔ مرثیہ بھی کہتے تھے۔ میر انیس اور مرزا دبیر دونوں کو خدائے سخنوری مانتے تھے اور دونوں کی ہمنشینی کا شرف بھی رکھتے تھے۔ ان کا بیان ہے:-

"میر صاحب قبلہ (میر انیس) کی حیثیت علمی بہت اعلیٰ درجے کی تھی"[1]

خان بہادر میر علی محمد شاد عظیم آبادی کی قابلیت و وسعت نظر، قوت شاعری اور کثرت تصانیف کا حال کس کو معلوم نہیں۔ مرزا دبیر سے بجنبی واقفیت و عقیدت رکھتے تھے۔ میر انیس کی زیارت و ہمکلامی کا فخر بھی حاصل تھا۔ لکھتے ہیں:-

"میر صاحب مرحوم عربی و فارسی زبان سے بھی بہت اچھی طرح ماہر اور شاعری کے سب فنوں میں حاذق تھے۔ اُن کو اُستادوں کے کلام اس قدر یاد تھے کہ ایک مثال کے لئے کئی کئی شعر پڑھ دیتے تھے"[2]

سید امجد علی اشہری نے انھیں شاد مرحوم کے ایک خط کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ فلسفے کی مشہور درسی کتاب صدرا کی ایک عبارت پر بحث ہو رہی تھی۔ میر انیس سے بھی استصواب کیا گیا۔ اُنھوں نے وہ عبارت زبانی پڑھ دی اور اس مشکل مقام کو اس خوبی سے حل کر دیا کہ سننے والے

---

[1] تردید موازنہ صفحہ ۱۰

[2] نوائے وطن صفحہ ۳۴

دنگ ہو گئے۔ یہ بھی لکھا ہے:-

"لکھنؤ میں میر انیس کو عالمانہ درجے میں تسلیم نہیں کیا جاتا، لیکن انکی معلومات علمیہ کا سب کو اقرار ہے ...... میر صاحب کو بہ نسبت منقولات کے معقولات سے زیادہ دلچسپی تھی ...... میر صاحب کی مختصر لائبریری میں ہر علم و فن کی ضروری کتابیں جمع تھیں جو سب کی سب انکی نظر سے گزر چکی تھیں۔"[1]

مولانا علی حیدر صاحب نظم طباطبائی تحریر فرماتے ہیں:-

"میر صاحب کے کلام سے آشنا تو معلوم ہوتا ہے کہ علوم متعارفہ سے ناواقف بھی نہ تھے۔"[2]

میر انیس کے حقیقی نواسے میر سید علی صاحب آنس جو سید صاحب کے نام سے معروف ہیں۔ اور نو دس برس کے سن سے پچیس چھبیس برس کی عمر تک میر انیس کے ساتھ رہے۔ انکا بیان ہے کہ میر انیس کے کتبخانے میں کوئی دو ہزار کتابیں ہونگی۔ دو بڑے بڑے صندوق کتابوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اُن کو خوب یاد ہے کہ غدر کے بعد میر انیس نے شاہنامہ فردوسی کا ایک عمدہ نسخہ مطلا مصور بخط ولایت دو سو روپے کا خریدا تھا۔

راقم مضمون نے بھی میر انیس کے کتبخانے کی ایک کتاب کی زیارت کی ہے یعنی نفس اللغۃ[3] جسکا ایک حصہ خود میر انیس کے ہاتھ کا نقل کیا ہوا ہے۔ یہ لغت اب خاندان انیس کے ایک ممتاز رکن سید مظفر حسین صاحب عرف بابو صاحب فائق کے پاس موجود ہے۔ جناب آنس کا بیان ہے کہ "غدر کے بعد جس زمانے میں میر انیس کا قیام پنجابی ٹولہ میں تھا، تو وہیں اس کتاب کو نقل کیا کرتے تھے۔"

مندرجہ بالا مختصر بیانات کے علاوہ میر انیس کی علمی استعداد کا حال میری نظر سے نہیں گزرا۔ لیکن انکی تصنیفیں اور تحریریں انکی قابلیت اور معلومات کی وسعت پر شہادت دے رہی ہیں۔ میر انیس کو فطرت نے ذوق سلیم عطا کیا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ اظہار قابلیت کی ہوس ادبیت کی دشمن ہے۔ اس لئے وہ بڑے بڑے لغات، غیر مانوس ترکیبیں، عربیت اور فارسیت کا غلبہ، اصطلاحات علمیہ، مسائل حکمیہ۔ ان

---

[1] حیات انیس صفحہ ۱۰۰-۱۰۱

[2] مراثی انیس جلد دوم، مرتبہ حضرت نظم طباطبائی، مطبوعہ مطبع نظامی بدایوں صفحہ ۵

[3] یہ لغت ناسخ کے شاگرد اور لکھنؤ کے مشہور زبان داں میر علی اوسط رشک نے مرتب کیا تھا۔ اس میں اردو لفظوں کے معنی فارسی میں لکھے گئے ہیں۔ اس لغت کا صرف ایک حصہ مولوی نور الحسن صاحب نیر مولف نور اللغات نے چند سال ہوئے شائع کیا تھا۔

چیزوں سے لوگوں پر اپنی قابلیت کا دباؤ ڈالنا اور اذیت کا خون کرنا پسند کرتے تھے۔ ان کو جوں جوں زبان پر قدرت، نظم کی مشق، اور ادبیت میں پختگی حاصل ہوتی گئی اُتنا ہی اُن کی کتابی معلومات کا اظہار اُن کے کلام میں کم ہوتا گیا۔ چنانچہ علمیت و عربیت جس قدر ان کے ابتدائی کلام میں ہے آخری کلام میں نہیں ہے۔ انیس کی علمی استعداد کے بارے میں میں نے اُنکے کلام سے جو کچھ اخذ کیا ہوں وہ ذیل میں نمبروار لکھتا ہوں۔

(۱) میر انیس عربی زبان بخوبی جانتے تھے۔ اس دعوے کی دلیلیں یہ ہیں:۔

(۱) وہ اپنے کلام میں عربی لفظ، فقرے، محاورے اور ترکیبیں بے تکلف و برمحل استعمال کرتے ہیں۔ اگر عربی میں پوری مہارت نہ ہوتی تو ان کے استعمال میں ضرور غلطی ہو جاتی۔ مثلاً:۔

ع۔ جوہر میں اَنَا سَیفُ یَدُ اللہ لکھا تھا
ع۔ حُر پکارا بِأَبِی أَنتَ وَ اُمّی یا شاہ
ع۔ اے خداوند جہاں خذ بیدی خذ بیدی
ع۔ صلوا علی النبی کی ہر بار میں دھوم ہے
ع۔ اشک آنکھوں سے برسا کے کہا یرحمہُ اللہ
ع۔ کہتی تھی گیتی کہ انا الطور انا الطور
ع۔ کیا خوب لڑے سلمکَ اللہ برادر
ع۔ العظمۃُ للہ کی صدا برق سے نکلی
ع۔ اے مددگار و معین الضعفا ادرکنی
ع۔ ہنس کر طوبیٰ لکم سب کہتے تھے
ع۔ عبرت کی ہوا فاعتبروا یا اولی الابصار
ع۔ سمعاً و طاعۃً نہیں طاقت کہ دوں جواب
ع۔ عباس چلے کہہ کے توکلتُ علی اللہ
ع۔ چلائی یہ اَینَ اَبی کہہ کے بار بار
ع۔ خالق کی یاد شامِ محن چاہیے تمہیں

ع- مصباح دیں سراج مبیں ھادی الھدیٰ

ع- ھل من مبارز کی جو اعدا میں تھی پکار

ع- نکلے ہر صف سے جوانان قوی الھیکل

ع- ہونے لگا سوار جو وہ مالک الرقاب

ع- یا غافر المعاصی و یا واھب العطا

ع- اکبر جو مقابل ہوئے اس ضال مضل کے

ع- بے بے بنا زد ھن و عصا رہے شمع طور

ع- اس عزو اعتلا پہ زباں بھی رکی ہوئی

ع- کس کو نہیں معلوم تہ چرخ معتبر نفس

ع- قدموں پہ آنکھیں مل کے کہا روحنا فداک

سے روحی فداک اے فرخ ھل اتا

قلبی لدیک اے گہر تاج لافتا

اوپر کی مثالوں میں جن لفظوں، فقروں اور جملوں پر خط کھینچا ہوا ہے اُن سے انیس کی عربی دانی ظاہر ہوتی ہے

(ب) عربی صرف و نحو اور معنی و بیان کے مسائل ان کو مستحضر تھے۔ اُنھوں نے اپنے کلام میں جا بجا انکی طرف اشارے کئے ہیں صرف و نحو کی کتابوں کے نام بھی اُنکے کلام میں موجود ہیں مثلاً:-

ع- جملے ہیں وہی صاف وہی شرط و جزا ہے

ع- مصدر سے جو مشتق ہے تو اصل سے ملی ہے

ع- فقرے ہیں مبتدا کے خبر کی خبر نہیں

ع- وہ سینہ جس کا مصحف اکبر شبیہ ہے

ع- دکو فیو! گرا دیا حرف ثقیل کو

حرف ثقیل کا گرانا عربی قواعد کا ایک مسئلہ ہے۔ "کوفیو" کا لفظ لا کر شاعر نے عربی نحویوں کی دو جماعتوں کی طرف اشارہ کیا ہے جو "کوفی" اور "بصری" کہلاتی ہیں۔

ع- [illegible] تھی نحو کی [illegible] بھی

عربی میں حروفِ نفی کئی ہیں۔ اُن میں سے ایک "لا" بھی ہے۔ جب نفی کے لئے یہ حرف لاتے ہیں تو اس کو "نفی بلا" کہتے ہیں۔

ع۔ وہ نور کی مصباح ہے یہ صاحبِ ضو ہیں

ظاہر ہے کہ اس مصرع میں "مصباح" سے چراغ اور "ضو" سے روشنی مراد ہے۔ مگر مصباح عربی نحو کی ایک کتاب بھی ہے جسکو ناصر نحوی (متوفی سنہ ۶۱۰ھ) نے تصنیف کیا اور ضو مصباح کی شرح مفتاح کا خلاصہ ہے۔ جو خود مفتاح کے مصنف تاج الدین اسفرائنی نے تیار کیا۔ (کشف الظنون جلد دوم مطبوعہ قسطنطنیہ سنہ ۱۳۱۱ھ صفحہ ۴۴۸ و ۴۴۹) ان دونوں کتابوں میں جو قریبی تعلق ہے شاعر اُس سے ضرور واقف ہے اور "مصباح" اور "ضو" کے لفظ قریب قریب لاکر ایک طرح کا ایہام پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس ایہام میں لفظ "صاحب" سے بھی کام لیا گیا ہے۔ کیونکہ "صاحب ضو" کے معنے مصنفِ ضو بھی ہو سکتے ہیں۔

(ج) عربی اقوال و امثال کا ترجمہ بھی انیس کے کلام میں ملتا ہے۔ مثلاً:۔

ع۔ جا ماں تری ماتم میں ترے سوگ نشیں ہو

یہ مصرع ترجمہ ہے اس بددعا کا "ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ"۔

ع۔ بیٹا وہ ہے قدم بقدم ہو جو باپ کے

اشارہ ہے اس قول کی طرف "اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ"۔

(د) شعرائے عرب کا جابجا ذکر کیا ہے۔ مثلاً ؎

کیونکر بیاں ہو شوکت و شانِ ہمیری
عاجز ہیں یاں فرزدق و حسّان و حمیری

فرزدق۔ حسّان اور حمیری تینوں عرب کے نامور شاعر اور رسول یا آلِ رسول کے مداح تھے۔

(ہ) میر انیس کی عربی دانی کا ایک خاص ثبوت یہ ہے کہ ان کے کلام میں کہیں کہیں عربی کا انداز بیان موجود ہے۔ مثلاً:۔

ع۔ فرزند جوں میں مشعر و رکن و مقام کا

ع۔ دلبند مکّہ و عرفات و منا ہوں میں

(۲) میر انیس قرآن و حدیث کا کافی علم رکھتے تھے۔ آیات و احادیث، اُن کے ترجمے، اُن کی طرف اشارے، تفسیر و حدیث کی کتابوں کے نام، راویوں کے حوالے۔ یہ سب چیزیں اُن کے کلام میں موجود ہیں جیسا کہ ذیل کی مثالوں سے ظاہر ہوگا:۔

آیات قرآنی یا اُن کی طرف اشارے

ع۔ کس کو الیوم اکملت لکم دینکم ارشاد کیا

ع۔ شرح جعل الشمس ضیاء تھی ہویدا

ع۔ وہ خوں سے بھرے فاعتبروا یا اولی الابصار

ع۔ لے قوم اذا زلزلت الارض یہی ہے

پوری آیت یہ ہے "اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا"

ع۔ آثار اذا زلزلت الارض عیاں ہوں

ع۔ غضب اللہ علیہم کے عیاں تھے آثار

ع۔ لب پر فسیکفیکہم اللہ کی آیت

ع۔ محبوب کبریا کی صدا ہے کہ لا تخف

اشارہ ہے اس آیت کی طرف "لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا"

ع۔ یٰسین میں کہا ہے امام مبیں کسے

اشارہ ہے اس آیت کی طرف "کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ"

ع۔ نص مباہلہ ہے کہو کس کی شان میں

آیہ مباہلہ یہ ہے "قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ"

ع۔ ہے اَنْفُسَنَا اَنْفُسَكُمْ کس سے اشارہ

اس مصرع میں آیہ مباہلہ کی طرف اشارہ ہے۔

ع۔ آؤ کہ تم یہ چونک دیں پڑھ کر وان یکاد

پوری آیت یہ ہے "وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ"

ع۔ تھا خوف نجوم انکدرت چرخ بریں کو

پوری آیت یہ ہے "وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ"

ع - کس کی ثنا ہے سورۂ والعادیات میں

ع - ہے کون مراد آیۂ لا اسئلکم سے

اشارہ ہے اس آیت کی طرف "قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی"

ؔ کس کے لئے اکملت لکم دینکم آیا
اتممت علیکم کا صلہ کس نے پایا

پوری آیت یہ ہے "اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ"

ؔ شمسُ الضحٰی اسی رخ نیکو کا وصف ہے
واللیل اذا سجٰی اسی گیسو کا وصف ہے

ع - جو رطب و یابس اس میں ہو سب ان کو یاد ہے

اشارہ ہے اس آیت کی طرف "لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ"

ع - اوتاد اراضی عرب ہل گئے یکبار

ع - قوسین کا ہے فرق جہاں رتبۂ ادنیٰ

اس آیت کی طرف اشارہ ہے "فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی"

ؔ اقرب ہے رگ جاں سے اور اس پر یہ بعد
اللہ اللہ کس قدر دور ہے تو

پہلے مصرعے میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے "نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ"

ؔ الفت کو محبت کو، مودت کو بھی جو لے
سب ایک طرف اجر رسالت کو بھی جو لے

اس آیت کی طرف اشارہ ہے "قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی"

احادیث کی طرف اشارہ

ع - شمشیر شرع عارف اسرار معرفت

ع - فرزند صاحب شرف من عرف ہوا ہے

اوپر کی دونوں مثالوں میں حضرت علی کے اس قول کی طرف اشارہ ہے "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ"

ؔ اصحاب خاص گرد تھے انجم کی طرح سب

رسول کا قول ہے "اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ"

۵ کریم مجھ کو عطا کر وہ فقر دنیا میں
کہ جس کو فخر رسالت مآب سمجھے ہیں

رسولؐ کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے " اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ "

ع - افضل ہے دو عالم کی عبادت سے یہ اک وار

رسولؐ کی حدیث ہے " ضَرْبَۃُ عَلِیٍّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ "

ع - اس پر حدیث نفسانی نفسی گواہ ہے

آیات و احادیث کا ترجمہ

ظاہر ہے کہ نظم میں لفظی ترجمہ تقریباً محال اور اصل عبارت میں جزوی تغیر ناگزیر ہے - اس لئے ذیل کی مثالوں میں بھی ترجمے سے لفظ بہ لفظ ترجمہ مراد نہیں ہے -

تم پاس میں ہیں چھوڑتا دو امر عظیم اب
قرآن ہے اور عترت اطہار مری سب
ناجی ہو وہ دونوں سے جو رکھیگا مطلب
جو ہوگا خلاف ان سے نہ بخشیگا اے رب
ان میں سے ہر اک مصحف ایماں کا ورق ہے
تابع رہو ان کے یہ رضامندی حق ہے

واللہ اگر میری رضامندی ہے درکار
تم ان سے خصومت نہ کبھی کیجو خبردار
آزار مجھے دوگے جو دوگے انھیں آزار
دونوں یہ جدا مجھ سے نہیں ہونگے زنہار
میں ساتھ تمہارے ہوں جو ساتھ انکے رہوگے
مجھ سے اسی تقریب سے کوثر پہ ملوگے

ان دو بندوں میں پہلے بند کے ابتدائی تین مصرعے اور دوسرے بند کے آخری تین مصرعے اس حدیث کا ترجمہ ہیں - " اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ وَاِنَّھُمَا لَنْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ "

دوسرے بند کے تیسرے مصرعے میں رسولؐ کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے " فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ مَنْ اٰذَاھَا فَقَدْ اٰذَانِیْ "

جو دوست ہے اسکا وہ مرا دوست ہے واللہ
دشمن ہے جو اسکا مرا دشمن ہے وہ گمراہ

رسولؐ کے اس قول کا ترجمہ ہے "مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ"۔

ع۔ شہ نے سنا عرب سے جو سارا یہ ماجرا فرمایا بازگشت ہو سب کی سوے خدا

"بازگشت ہو سب کی سوے خدا" ترجمہ ہے "انا الیہ راجعون" کا۔ اور اشارہ ہے اس آیت کی طرف "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"۔

ع۔ تیغ ایسی نہ ہوگی نہ جوان ہوئے گا ایسا

"لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار" کا ترجمہ ہے۔

تفسیر و حدیث کی کتابوں کے نام

ع۔ پڑھتے ہیں تہنیتِ فتح کو باری باری

فتح اور باری کے لفظ قریب قریب لاکر شاعر نے ذہن کو ابن حجر عسقلانی کی کتاب فتح الباری کی طرف بھی منتقل کر دیا ہے۔

ع۔ تفسیر حسینی ہے خطِ مصحفِ رخسار

تفسیر حسینی ملا حسین واعظ کاشفی کی تفسیر قرآن کا نام ہے۔

ے کشاف ارحق ہے بیاں اس یہد کا
ہاں ترجمہ ہے مصحفِ ربِ مجید کا

کشاف علامہ زمخشری کی تفسیر قرآن کا نام ہے۔ دوسرے مصرعے سے صاف ظاہر ہے کہ شاعر نے لفظ کشاف میں ایہام ملحوظ رکھا ہے۔

ع۔ لکھتا ہے مناقب میں یہ راوی دلِ آگاہ

مناقب ابن شہر آشوب کی ایک کتاب کا نام ہے۔

راویوں کے نام

ع۔ سیّد بن طاؤس سے ہے ایک روایت

ع۔ ناقل ہے اس حدیث کا سلمان خوش سیر

(۳) میر انیس اپنے زمانے کے علوم رسمی یعنی صرف و نحو۔ معنی و بیان۔ عروض۔ منطق فلسفہ، تاریخ، طب، رمل وغیرہ سے واقف تھے۔ ان علوم کے مسائل اور اصطلاحیں انکے کلام میں موجود ہیں۔ صرف و نحو اور معنی و بیان کے متعلق مثالیں اوپر گزر چکی ہیں۔ ذیل میں مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے دوسرے علوم کی واقفیت ظاہر ہوتی ہے۔

عروض

کامل تھی زبس بحر شجاعت میں وہ تلوار — شل الف وصل گرے جاتے تھے کفار
جو کوئی قریب آیا رجز خواں ہو پیکار — سالم تھا تو بے فاصلہ رکن پا سکے بے چار

کیا لڑتے کہ سکتہ تھا ہر اک اہل حسد کو
تقطیع کیا تیغ نے ہر مصرع قد کو

اس بند میں کامل، بحر، رجز، سالم، فاصلہ، رکن، سکتہ، تقطیع، مصرع، عروض کی اصطلاحیں ہیں۔ بند کے دوسرے مصرعے میں ایک عروضی مسئلے کی طرف اشارہ ہے۔

تقطیع مصرع قد اعدا میں تھی وہ فرد — اور نظم چار پارہ میں کامل بے ابجرد
ناقص کیا انھیں جنھیں بولا کا تھا ورد — تھے ضرب ثقیل سے اسکی خفیف مرد

بحر فنا زمیں پہ تو برق آسمان پہ
سیفی کا سب عروض تھا اسکی زبان پہ

اس بند میں تقطیع، مصرع، فرد، نظم چار پارہ، کامل، ناقص، ضرب ثقیل، خفیف، بحر، عروض کی اصطلاحیں ہیں۔ آخری مصرعے میں فن عروض کی کتاب عروض سیفی کا ذکر ہے۔

منطق و فلسفہ

ع۔ اک فصل میں اس جنس کے عقدے بھی کھلینگے
ع۔ ہر فرد کو اس صاحب ہمت نے کیا زوج
ع۔ ہے شکل ممتنع قسم واجب الوجود
ع۔ ہے جوہر فرد اسکی نہ ہوگی کبھی تقسیم
ع۔ تقسیم جزو لایتجزیٰ محال ہے
ع۔ ہر جزو تن کو لایتجزیٰ بنا دیا
ع۔ کرتی تھی شکل کو وہ ہیولیٰ سے منفصل
ع۔ عالم مرکبات میں تھا مفردات کا

اوپر کے شعروں میں فصل، جنس، فرد، زوج، ممتنع، واجب الوجود، جوہر فرد، جزو لایتجزیٰ، شکل، ہیولیٰ، مرکبات، مفردات، منطق و فلسفے کی اصطلاحیں ہیں۔

طب

ع۔ وہ دی جو ملی نبض تو آنسو نکل آئے

ع۔ سب زرد تھا ادمانِ حرارت سے تن زار

ع۔ جیسے تپ محرق میں جواں کو عرق آئے

اِن مثالوں میں نبض دودی' ادمان حرارت' اور تپ محرق' طب کی اصطلاحیں ہیں۔ اور ہر مثال سے طبی واقفیت ظاہر ہوتی ہے۔

**رمل**

سر سے ہوا بلند تو پھینکا زمین پر	طفل سے زائچے میں کھچا تھا اجل کا گھر

پہچاننا بھی شکل کا اشکال ہو گیا

ایک ایک عضو قرعۂ رمال ہو گیا

اس بند میں زائچہ' گھر' شکل' قرعہ' رمل کی اصطلاحیں ہیں۔

**تاریخ اسلام** میرانیس تاریخ اسلام سے واقف تھے۔ اُنکے کلام میں تاریخی واقعات کا ذکر' معرکوں اور غزووں کا حال کثرت سے ملتا ہے۔ واقعہ کربلا کے تمام جزئیات و تفصیلات سے بھی بخوبی واقف تھے ان کے بیان سے مرثیے بھرے پڑے ہیں۔ انصار حسین کے نام' اُن کے کارنامے۔ یزیدی لشکر کے لوگوں کے نام' اُن کے عہدے۔ اُن کے مظالم وغیرہ جابجا تفصیل سے لکھے ہیں[1]۔

ذیل میں چند بند مثال کے طور پر نقل کیے جاتے ہیں جن سے اس بیان کی تائید ہوتی ہے:۔

**کربلا میں امام حسینؑ کا داخلہ اور فوجوں کی آمد**

تاریخ دوسری تھی کہ داخل ہوئے امام	اور تیسری کی صبح کو آئی سپاہ شام

آنے کی شمر کے ہوئی چوتھی کو دھوم دھام	تھی پانچویں کہ دشت ستم بھر گیا تمام

زرضہ ہوا چھٹی سے شہ مشرقین پر

ہفتم سے بند ہو گیا پانی حسین پر

تھا ہشتم و نہم کو تو اک شورِ العطش	تھے نہر علقمہ سے ہزاروں کنارہ کش

**حسینی لشکر**

ایسی نہ فوج کم ہے نہ ایسے نشان ہیں	ہیں تیر تو خود نگا ہے اکاسی جوان ہیں

اسوار بھی قلیل پیادے بھی تھوڑے ہیں	کل شترو سوار ہیں اور دس گھوڑے ہیں

---

[1] انیس کے بعض بیانات تاریخی واقعات کے مطابق نہیں ہیں۔ اسکے متعلق پھر کبھی بحث کی جائیگی۔ (ادیب)

جو شکل مصطفےٰ کو تو اٹھارواں ہے سال — تیرہ برس کا ہے ابھی شبر کا نونہال
نو دس برس کے ہونگے زینب کے دونوں لال — ہاں اک جواں ہیں حضرت عباس خوش خصال
چھوٹے ہیں اور سب کوئی ان میں جواں نہیں
تھا اک طرف سبھی میں بھی کسی کے گماں نہیں

سنتا ہوں میں ہیں دو پسر شاہ نامدار — بیمار ان میں ایک ہے اور ایک شیرخوار
زینب کے دو ہیں تین حسنؑ کے ہیں گلعذار — دس ہیں عقیلؑ و مسلمؑ و حیدرؑ کے یادگار
زہراؑ کے جان و دل ہیں محمدؐ کے پیارے ہیں
کل سترہ تو چاند ہیں باقی ستارے ہیں

انصار حسین کے نام

بگڑے ابوثمامہ و سعد فلک سریر — تولی زہیر قین نے شمشیر بے نظیر
جوڑا کماں میں ابن مظاہر نے جھکا کے تیر — بولے اسد کہ زجر کے قابل ہیں یہ شریر
عابس کو غیظ لشکر بدخو پہ آ گیا
غصے سے بل ہلال کے ابرو پہ آ گیا

بولے اٹھا کے نیزے کو حر نامۂ دلیر — بس اب سزا ہیں انکی مناسب نہیں ہے دیر
بولے شبیب دھر کے جو نکلیگا ایک شیر — بھاگیں گے سب گھوڑوں کی باگیں پھیر
آقا کا ہے یہ پاس کہ ہم دور دور ہیں
کثرت پہ اپنی پھولے ہیں کیا بے شعور ہیں

---

چلے محمد غازی نے صفیں کر کے تہ و بالا — پھر بھاگی گیا ان میں ہلاتا ہوا بھالا
فرزند نے رہوار کو چمکا کے نکالا — تینوں جو مرے قتل تو بولے شہ والا
کہرام تھا جہاں کے لئے اہل حرم میں
رونے کو بتولؑ آئی تھی میدان ستم میں

میدان میں مسلمؑ پسر عوسجہ آیا — تلوار جو کھینچی تو ہزاروں کو بھگایا
جس دم وہ گرا شہ نے بڑا رنج اٹھایا — چھاتی سے کئی مرتبہ زخمی کو لگایا
لاشے سے گلے مل کے جدا ہوتے تھے شبیر
عورات میں غل ہوتا تھا جب روتے تھے شبیر

بشر و مسعود و وہب انس و مالکِ دیندار — حجاج و زہیر اسدی عامر و عمار
عمران و شعیب و عمرو و شوذبِ ابرار — قربان حسین ابن علی ہو گئے یکبار

جس سمت یہ جانباز تھے خالی وہ پڑا تھا
اور دور تلک دشت ستمگروں سے بھرا تھا

باقی جو رفیقِ شہِ دیں رہ گئے دو چار — حسرت سے انھیں دیکھتے تھے سید ابرار
کی بڑھ کے حبیب ابن مظاہر نے یہ گفتار — یہ پیر غلام اب ہے اجازت کا طلبگار

بندے کو بھی مرنے کی رضا دیجئے آقا
فردوس کے رستے پہ لگا دیجئے آقا

یزیدی فوج کی تعداد

اس فوج ستمگر کی تعداد ہے دشوار — لکھتا ہے کوئی تیس ہزار کے تھے غدار
اور اس سے فزوں تر بھی کچھ راویِ اخبار — اکثر کا یہ ہے قول کہ تھے لاکھ ستمگار

لکھتے ہیں یہ بعضے کہ چھ لاکھ اہل جفا تھے
یاں بیکس و مظلوم امام دوسرا تھے

فوج یزید کے سردار

یہ سنتے تھے جو دوسرا آ کر یہ پکارا — آ پہنچا یزید ابن رکاب ستم آرا
عمان شقاوت نے ہوا کی زور سا مارا — گھوڑوں سے رکا جاتا ہے دریا کا کنارا

پانی بھی کوئی نہر سے پاتا نہیں اب تو
جز تیغ و سناں کچھ نظر آتا نہیں اب تو

آئے دہل فوج بجاتے ہوئے باہم — حجاج و سنان ابن انس خولی و قشعم
تھے چار ہزار اہل ستم اور بھی اظلم — ابجد ہوا تھا ششم ماہ محرم

امڈی ہوئی بادل کی طرح فوج گراں تھی
مقتل کی زمیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے نہاں تھی

(۴) میر انیس کو فارسی زبان و ادب پر عبور تھا۔ اس کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں

ان کے مرثیوں کو پڑھیے تو ایک ایک مصرع ان کی فارسی دانی پر شہادت دیتا چلا جاتا ہے۔ فارسی الفاظ کا برمحل صرف، دلآویز ترکیبیں، شعرائے فارسی کا انداز بیان، فارسی کا اقوال و امثال کی طرف اشارے، فارسی اشعار کے ترجمے۔ جابجا فارسی اشعار کو تضمین کرنا۔ یہ سب ان کے فارسی پر مہارت تام رکھنے کے بین ثبوت ہیں۔

میر انیس فارسی نظم و نثر لکھنے پر بھی قادر تھے۔ فاضل اجل جناب علامہ مفتی میر عباس صاحب قبلہ مغفور کی مثنوی من و سلویٰ کی تاریخ طبع فارسی میں کہی تھی جو ذیل میں درج کی جاتی ہے:۔

طبع شد ایں نظم از فضلِ اِلٰہ — در جلوسِ میمنت مانوس شاہ
خامۂ درگاہِ ربِّ ذوالمنن — ظلِّ حق واجد علی شاہِ زمن
حسب حکمِ سیدِ معجز بیاں — قبلۂ کونین استادِ زماں
فضلِ باذل۔ فقیہ بالیقیں — آفتابِ آسمانِ علم و دیں
چوں تامل کرد با فکرِ سلیس — از پئے تاریخ آں طبعِ انیس
داد ہاتف ایں صدائے دلپذیر — ہست تاریخش کلامِ بے نظیر

اس نظم کا تیسرا شعر بتاتا ہے کہ یہ تاریخ مصنف علام کی فرمائش سے لکھی گئی تھی جناب مفتی صاحب قبلہ نے خود بھی لکھ دیا ہے کہ میر انیس نے یہ تاریخ انکی فرمائش سے عجلت میں لکھی۔ فرماتے ہیں:۔

باز تاریخ دگر کردم طلب — از جنابِ سیدِ والا نسب
نورِ شمعِ مجلسِ صدق و صفا — ذاکرِ مقبولِ سبطِ مصطفےٰ
بلبلِ دستاں زنِ بستانِ ہند — موجِ میر عرب سحبانِ ہند
شاعرِ یکتا انیسِ ذاکریں — تارکِ دنیا انیسِ اہلِ دیں
ارتجالاً آں وحیدِ روزگار — زود رقم ایں چند بیتِ آبدار

اسی مثنوی من و سلویٰ کو پڑھنے کے بعد میر انیس نے جناب مفتی صاحب قبلہ کو ایک خط لکھا تھا جو نقل کیا جاتا ہے:۔

قبلہ و کعبۂ مخلصاں کیشاں دام ظلکم العالی

نظم ایں مثنوی بیاں را چہ پایا کہ مدح ایں اشعار تیار نماید۔ الحق کہ دریں جزو زماں اعجاز طرازی و [illegible] بر ذات فیض آیات ختم گردیدہ ؎

موئے قلم دوست گوئی کلک معجز سلک تو — صفحۂ قرطاس را کردی نگارستانِ چیں

انیس ہیچمداں [illegible] سایہ ہمایوں پایہ بر مفارق خادمان مجلس مبسوط باد۔ [illegible] محمد انیس [illegible]

لہ سوانح عمری جناب مفتی میر محمد عباس صاحب مرحوم ۔ تجلیات صفحہ ۱۰۹

گو کہ یہ مضمون کافی محنت اور تجسس کا نتیجہ ہے تاہم ابھی اس موضوع پر لکھنے کی بہت گنجائش ہے میں نے صرف ایک راستہ نکال دیا ہے کہ اگر وہ لوگ جو قرآن، حدیث، ادب عربی، علوم اسلامیہ وغیرہ میں وسیع نظر رکھتے ہیں اس راستے پر چلیں گے تو معلوم ہوگا کہ انیس نے کہاں کہاں آیات و احادیث اور اقوال و امثال و اشعار عرب کا ترجمہ کیا ہے۔ کہاں کہاں اُن کی طرف اشارہ کیا ہے اور کہاں کہاں مسائل علمی سے کام لیا ہے۔ ان سب باتوں کی تحقیق کے بعد انیس کا علمی پایہ صحیح طور پر معین کیا جا سکیگا۔

بہر حال جو کچھ اوپر لکھا گیا ہے اور جو مثالیں پیش کی گئی ہیں اُن سے بھی صاف ظاہر ہے کہ انیس عربی بخوبی جانتے تھے اور ان کو مختلف علوم یا کم سے کم ان کی اصطلاحوں کا کافی علم تھا اور وہ ایک من علم سے کام لینے کے لئے دس من عقل بھی رکھتے تھے۔ کتابیں پڑھ پڑھ کر "چارپائے براو کتابے چند" کا مصداق بن جانا اور چیز ہے اور اپنے مبلغ علم کو جزو ذات بنا لینا یا اُس پر حاکمانہ قدرت رکھنا اور چیز ہے۔

اس بحث کے خاتمے میں ایک باریک بات جو ابتدا میں کہہ چکا ہوں پھر یاد دلاتا ہوں کہ عربیت کا غلبہ اور علمیت کا اظہار جتنا انیس کے ابتدائی مرثیوں میں ہے اُتنا آخری مرثیوں میں نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جو مشق سخن بڑھتی گئی ویسے ویسے یہ قدرت بھی بڑھتی گئی کہ باریک و نازک خیالوں کو غریب لفظوں اور علمی اصطلاحوں سے بچ کر سادہ اور عام فہم زبان میں ادا کریں۔ اس موقع پر مجھے ایک تاریخی حکایت اور ایک زبردست ادیب کی ہدایت یاد آگئی۔ بابر بادشاہ نے جسکا قلم اسکی تلوار سے کم نہ چلتا تھا اور جسکی خود نوشتہ سوانح عمری نے اُسکو دنیا کے ممتاز ادیبوں میں جگہ دی ہے۔ ایک مرتبہ اپنے بیٹے ہمایوں کو جو اسکے بعد تخت و تاج کا مالک ہوا۔ لکھا کہ "تم خط اچھا نہیں لکھتے ہو، تمہاری تحریر میں سب سے بڑا نقص یہ ہوتا ہے کہ تم اس میں اپنی قابلیت کی نمائش کرنے لگتے ہو۔ بابر کی یہ نصیحت تمام انشا پردازوں اور شاعروں کے لئے شمع ہدایت ہے۔